

رسول اللہ کو اُمت پر کن امور کا خوف تھا؟:

۱: پچھلے صفحات میں آپ نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک ملاحظہ کی، جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی اُمت پر ریا کاری اور خفیہ شہوت کا خوف ہے۔

۲: محمود بن لبید راوی رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم پر دین چیزوں کا زیادہ خوف ہے، اُن میں سے زیادہ خوفناک شے شرک اصغر ہے۔۔۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! شرک اصغر کیا چیز ہے؟۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ریا کاری!۔ (شعب الایمان: ج ۵: ۶۸۳۱، ابن ابی الدنیا، اور امام احمد نے جید اسناد سے روایت کیا)

۳: بخاری شریف کتاب الجناز کی حدیث پاک کئی بار گزر چکی ہے کہ مجھے تم پر اس چیز کا تو کوئی خوف نہیں رہا کہ میرے بعد شرک کرو گے، ”ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا الیہا“، اور لیکن اس چیز کا خوف ضرور ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔
(یہی مضمون آگے جاری ہے)

آپ کو اُمت پر شرک کرنے کا نہیں، بلکہ تہمت شرک کا خوف تھا:

۴: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: ”ان ما اتخوف علیکم رجل“، بیشک مجھے تم پر ایسے شخص کا خوف ہے، جو قرآن پڑھے گا (یعنی بظاہر عالم دین ہوگا)۔ یہاں تک کہ جب اُس پر قرآن کی رونق آنے لگے، اور اُس نے اسلام کی چادر اوڑھ لی ہوگی، تو اُسکی حالت بدل جائے گی، جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، تب وہ اُس چادر اسلام سے نکل جائیگا اور اُسے پس پشت ڈال دے گا۔ ”وسعی علی جارہ بالسیف، ورماہ بالشرك“ اور وہ اپنے علاقے کے لوگوں پر حُرک کی تہمت لگائے گا، اور اُن پر تلوار سے حملہ آور ہوگا۔

راوی نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ اُن دونوں میں مُشرک ہونے کا دراصل حقدار کون ہوگا؟ جس پر شرک کی تہمت لگائی گئی۔۔۔ یا شرک کی تہمت لگانے والا؟
 ”قال بل الرامی“، آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ شرک کی تہمت لگانے والا حقیقت میں خود مُشرک ہوگا!۔ (حافظ ابن کثیر نے کہا: کہ یہ استاد خوب عمدہ اور کمری ہیں)۔

(تفسیر ابن کثیر، عن مسند ابی یعلیٰ، تحت اعراف، ۱۷۵، ج ۲۔ صحیح ابن حبان، ج ۱۔ مسند بزار، ج ۷۔ تاریخ کبیر امام بخاری، ج ۳۔ معجم الکبیر طبرانی، ج ۲۰۔ مسند شامین طبرانی، ج ۲۔ سنن ابن ابی عامر، ج ۱۔ مجمع الزوائد، ج ۱۔ جامع الاحادیث کبیر سیوطی، ج ۳۔ جامع المسانید والسنن ابن کثیر، ج ۳۔ کشف الخواص، ج ۱۔ شرح مشکل الآثار طحاوی، ج ۲)۔

خلاصہ احادیث: مذکورہ بالا چاروں احادیث کو خوب ذہن نشین کر کے غور کریں، کہ دانائے غیوب ﷺ کی صفت و شان حریص علیکم ہے، جو سب سے زیادہ اپنی اُمت کی بھلائی چاہنے والے، غم کھانے والے ہیں، اُنکو اپنی اُمت پر کن کن امور کا خوف و اندیشہ تھا، اور آپ کی تعلیمات کیا ہیں؟۔

اور دوسری طرف ان نجدیوں، خارجیوں کی ذہنیت، سوچ، تعلیم اور مشن کو بھی

رسول اللہ ﷺ تو فرمائیں: کہ مجھے امت کے شرک کرنے کا نہیں، بلکہ ظلماً
شرک کی تہمت لگائے جانے کا خوف ہے۔

اور یہ قرن الشیطان کہے: کہ امت کی اکثریت مشرک ہو گئی۔
عمل بالحدیث کے دعوے دار، اگر اس حدیث پاک میں غور و تدبر کرتے، تو
ان کو اس حدیث پاک میں اپنی اصلی صورت نظر آ جاتی، اور وہ وہابیت سے تائب
ہو جاتے۔ وکان امر اللہ قدراً مقدوراً!

جبکہ یہ لوگ جان بوجھ کر (ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم
تعلمون) پر عمل کرتے ہو اس روایت کو چھپاتے ہیں، کہ کہیں ہمارے دین باطل کا پول
نہ نکل جائے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ جن برائیوں کا رسول اللہ ﷺ کو امت پر خوف تھا، (مثلاً ریا
کاری، خفیہ شہوت، عورت، حرم دنیا اور امت پر تہمت شرک) یہ لوگ ان کے خلاف
جہاد و تبلیغ کرتے۔ مگر ان کا بڑے سے لیکر چھوٹا، خود ان گناہوں میں مبتلا ہے۔

بلکہ شیخ نجدی نے اپنے گھناؤنے مشن کی تکمیل کے لیے، ابن سعود کی بیوی
کو۔ اور ابن سعود کی بیوی نے ابن سعود کو، وسیع سلطنت کا لالچ دے کر ہی گمراہ کیا،
اور مزید اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر کے اپنا حامی اور ساتھی بنایا تھا۔

اور دنیا کے لالچ کے لیے ہی نجدیوں نے حرمین شریفین کے مسلمانوں پر شرک
کا جھوٹا فتویٰ لگا کر، ان کو تہ تیغ کر کے قبضہ جمایا تھا۔ (نواب صدیق نے بھی یہی لکھا، آگے

دنیا، خفیہ شہوت، تہمت شرک) زوروں پر ہیں۔ (اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ آمین!)

مسلمانوں کو مشرک کہنے والا، خود مشرک ہوگا:

مذکورہ بالا چوتھی حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے شرک کے جس فتویٰ سے خوف کا اظہار کیا، اس کا ایک بہت بڑا ثبوت ”سعودی تفسیر“ ہے۔

اگر مزید تحقیق درکار ہو تو، وہابی حضرات کے کسی بھی کتب خانے پر چلے جائیے، آپ کو آدمی سے زیادہ کتابیں وہی نظر آئیں گی، جو صرف مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ اور ایسی تمام کتابوں کے بنیادی ماخذ، ”کتاب التوحید“، ”کشف الشبهات“ اور ”تقویۃ الایمان“ ہیں۔

ان کتابوں میں بلا دلیل، محض قرآنی آیات کی خود ساختہ تفسیریں اور معنوی تحریفیں کر کے، ان امور کو شرک بنایا گیا کہ جن کو اس قرن الشیطان سے پہلے (سوائے ابن تیمیہ یا اس کے ہموادوں کے) کسی نے بھی شرک نہیں کہا۔

پوری اسلامی تاریخ چھان ماریے آپ کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے علاوہ اس امت میں وہ پہلا شخص اور کوئی بھی نہیں ملے گا، جو اس حدیث پاک کا مصداق ہو۔۔۔ جس نے مسلمانوں کے متواتر عقائد کو شرکیہ قرار دے کر ان کا قتل عام کیا ہو۔

انور شاہ کاشمیری دیوبندی نے بھی لکھا: اور رہا محمد بن عبدالوہاب نجدی وہ پلید شخص تھا، کم علم تھا اور مسلمانوں پر کفر کا حکم لگانے میں بہت جلدی کرتا تھا۔

(فیض الباری: ۱/۱۷۷، سعودی تفسیر: ۹۷، پر اسی کتاب کا حوالہ دیا گیا)

اور شیخ نجدی کے بعد دوسرا مصداق اسماعیل دہلوی ہے، جس نے شیخ نجدی

کی ”کتاب التوحید“ کا ”تقویۃ الایمان“ کی صورت میں ہندوستان میں دوسرا ایڈیشن پیش کیا۔ اور یہ کتاب لکھ کر خود اقرار بھی کیا کہ میں نے (قصداً اور ظلماً) شرک اصغر کو ”شرک اکبر“ لکھ دیا ہے۔ جو یقیناً تفریق امت کا سبب بنے گا، مگر اُمید ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔ (ملخصاً، اکمل البیان: ۱۴۔ ارواح مثلاً شاہ از اشرف علی تھانوی: ۸۳)۔ (تقویۃ الایمان کے شرک کے فتوؤں کی جملک عنوان ”تقویۃ الایمان کی بدعات“ ملاحظہ کریں)

نجدی خود مشرک ہیں:

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ اس بات پر نص ہے کہ ”اس امت کو مشرک کہنے والا خود مشرک ہوگا“، جیسے کسی مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

(بخاری: ۹۰۱/۲، مسلم: ۱/۵۷ وغیرہ)

دہابیہ کا ایک (۱) شرک تو یہ ہے کہ جو باتیں انہیں محبوب خدا ﷺ کے متعلق شرک اکبر نظر آتی ہیں، وہی باتیں اپنے مولویوں اور وڈیروں کے متعلق عین توحید دیکھائی دیتی ہیں۔

ان کے شرک کی دوسری (۲) صورت یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ والوں کے لیے کئی ایسی صفات ثابت کرنے کو شرک کہتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہی نہیں، مثلاً فوت شدہ سے، دور والے سے مدد مانگنا وغیرہ۔۔۔ جس سے یہ لوگ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ”فوت ہونا“، ”دور و نزدیک ہونا“ صفات ثابت کرتے ہیں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے مخلوق کی صفات خاصہ ثابت کرنا بھی ایسا ہی شرک ہے، جیسا اللہ تعالیٰ کی صفات خاصہ مخلوق کے لیے ثابت کرنا شرک ہے۔

قدوس کی صفات ہی نہیں۔۔۔ تو پھر فوت شدہ، اور دور والے سے استمداد، اللہ تعالیٰ سے برابری کیسے ہوئی؟۔۔۔ اور اگر برابری نہ ہوئی تو پھر شرک کیسے ہوا؟۔

(ملاحظہ کریں؛ ”شرک کیا ہے؟ اور شرک کون؟“، از علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی، ایسی بک)

ان کے شرک کی ایک تیسری (۳) صورت، انہیں کے اصول کے مطابق یہ بھی بنتی ہے، کہ جن عقائد کی وجہ سے یہ لوگ ہمیں مشرک کہتے ہیں، وہ سارے عقائد خود ان کے گھر، انہیں کی کتابوں سے بلا انکار و تردید ثابت ہیں۔

(”اختلاف ختم ہو سکتا ہے“، از علامہ ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی، ایسی بک، ملاحظہ کریں)

وہابیوں کے شرک کی چوتھی (۴) صورت یہ ہے، کہ چونکہ ان کے دھرم میں فوت شدہ کا وسیلہ اور مدد شرک اکبر ہے، لہذا نجدی پانچ نمازیں پڑھ کر شرک ٹھہرے۔ کیونکہ پچاس سے پانچ نمازیں، ایک وصال یافتہ نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ اور مدد سے ہوئیں۔

اگر نجدی کہیں کہ وہ تو ایک معجزہ کی صورت تھی۔۔۔ تو ہم پوچھتے ہیں کہ: کیا معجزہ کی صورت میں شرک جائز ہو جاتا ہے؟۔۔۔ اور دوم، وہابیوں سے پہلے سلف کرام میں سے کس نے معجزہ کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس وسیلے اور مدد کا انکار کیا؟۔
ع تف نجدیت! نہ کفر نہ اسلام سب پہ حرف۔

وحید الزماں کی گواہی، کہ مسئلہ شرک میں غالی اور خارجی کون؟:

نام نہاد غیر مقلدین کے مجتہد اور مترجم وحید الزماں حیدر آبادی لکھتے ہیں:

”بعض مجتہدین نے شرک کے مسئلہ میں غالی اور خارجی کے درمیان

سلام کو بہت تنگ کر دیا، مکروہ و حرام امور کو بھی شرک قرار دے دیا۔ اگر اس شدت سے نکاح مقصد شرک اصغر یا ان امور کا سید باب مقصد ہے تو اللہ انکو معاف کرے۔ وگرنہ وہین میں سخت غالی اور تشدد کرنے والے تھے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”لَا تَغْلُوا فِیْ بَنَکُمْ“، کہ دین میں زیادتی نہ کرو۔ دین میں تشدد ”خارجیوں“ کی نشانی ہے جو دین سے خارج اور عہد شکن ہیں۔“

حاشیہ میں لکھا ہے: ”اور وہ“ محمد بن عبدالوہاب نجدی“ ہے، جس نے ان امور کو شرک برقرار دیا (جو شرک نہیں تھے)، اور اس کی اتباع میں ”اسمعیل دہلوی“، نے تقویۃ الایمان میں بھی ی کارروائی کی ہے، اس پر شیخ نجدی کے (سکے) بھائی سلیمان بن عبدالوہاب نے رد کیا۔“

(ہدیۃ المہدی: ۲۶، عربی)

”الفضل ما شهدت به الاعداء“،

لیجئے جناب! خود ان کے گھر کے مستند آدمی نے دو ٹوک فیصلہ کر دیا، کہ واقعۃً ہی دونوں حضرات ہیں، جنہوں نے مسئلہ شرک کے متعلق انتہائی غلو سے کام لیا، جو کہ خارجیوں کی نشانی ہے۔ پوری تاریخ اسلامی میں ان دو کے علاوہ اور کوئی نہ ملے گا، جس نے مسئلہ شرک میں اتنا تشدد اور زیادتی کی ہو۔

لہذا واضح ہو گیا کہ مذکورہ بالا حدیث میں ”شرک کی تہمت لگانے والے آدمی“ کا مصداق، یہی دو حضرات ہیں، اور ان کے مقبوعین۔

سعودی مفتی کی گواہی، اس حدیث کا مصداق کون؟:

۲: رماہ بالشرك، ”تکوار سے حملہ کرنا اور شرک کی تہمت لگانا“۔

یعنی قرآن کی آڑ لے کر کافروں کے متعلق آیات مسلمانوں پر چسپاں کر کے شرک کی تہمت لگا کر قتل کرے گا۔ اصلی مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کرنے کی یہ علامت ”بخاری کتاب التوحید“ میں بھی ہے کہ: ”یقتلون اهل اسلام ويدعون اهل الاوثان“، مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دے رہیں گے۔
یعنی یہود و نصاریٰ سے یارانہ ہوگا، اور اہل ایمان سے دشمنی۔

یہ دونوں علامتیں سعودی مفتی بن باز نے اپنے رسالے میں شیخ نجدی کے حوالے بڑی صراحت سے لکھی ہیں: ”کہ شیخ نجدی نے مسلمانوں کو شرک سمجھ کر ان سے ”جہاد بالسيف“ کیا، اور اس طرح خطہ عرب سے شرک کو مٹایا۔“

(ملاحظہ ہو ”سیرت محمد بن عبد الوہاب“ ۳۱، ۴۰، دعوت دار شاد الریاض)

نجدیوں کا یہ جہاد بالمسلمین شیخ نجدی کے مرنے کے بعد بھی وقفے وقفے سے جاری رہا۔ جس کی انتہا ”قبضہ حرمین شریفین ۱۹۲۰ء“ پر ہوئی۔ (نجدیوں کے جہاد باطل اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ گٹھ جوڑ کی تفصیل، ”دالیان نجد و حجاز“، اولیٰ بک۔ اور ”تاریخ نجد و حجاز“ میں ملاحظہ فرمائیں)

مزید علامتیں ”نجدی اور تمیمی“ ہونا:

نبی اکرم ﷺ نے اس فتنہ عظیم کے ابھرنے کی جگہ اور نسل و خاندان کے متعلق بھی نشاندہی فرمادی۔

۱: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شام اور یمن کے لیے برکت کی دعا کی، مگر باوجود کچھ لوگوں کے عرض کرنے کے بھی نجد کے لیے دعا نہیں فرمائی۔ تیسری مرتبہ فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے، اور وہاں سے شیطان کا گروہ

نکلے گا۔ (بخاری، کتاب الفتن)

۲: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، کہ ذوالخویصرہ تمیمی آیا، اور کہنے لگا: اعدل یا محمد! اے محمد انصاف کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے غضبناک ہو کر فرمایا: کم بخت اگر میں انصاف نہیں کرنے والا، تو میرے سوا اور کون ہے الخ۔ (بخاری، کتاب استیابہ المرتدین)

۳: ایک روایت میں ہے: کہ اس شخص کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی، جو قرآن پڑھیں گے، مگر حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (بخاری، کتاب التوحید)

مذکورہ بالا پہلی حدیث شریف میں جگہ کی نشاندہی ہے، کہ ”نجد“ سے شیطانی گروہ نکلے گا۔ دوسری حدیث میں خاندان ”بنو تمیم“ کی نشاندہی ہے۔

اور تیسری میں اس آدمی کی نسل (بنو تمیم) سے، وہ شیطانی گروہ نکلنے کی صراحت ہے۔

شیخ الاسلام سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی (۱۳۰۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پر یہی وضاحت فرمائی ہے۔ (الدرر السنیہ: ۵۱)

سعودی مفتی ابن باز کے اس مذکورہ رسالے (سیرت شیخ محمد بن عبد الوہاب: ۶) پر لکھا ہے: ”امام شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان بن علی التیمی الحنبلی النجدی“۔

اس حدیث کا مصداق اگر شیخ نجدی نہیں تو اور کون ہے؟

قارئین! احادیث مبارکہ میں یہاں کی گئیں یہاں کی آج کے آئینہ

خاندان بنو تمیم۔۔۔ اور علاقہ نجد سے مد آمد ہوگا۔ یہ ساری علامتیں خود انہی کے مفتی اعظم کے رسالے کی روشنی میں محمد بن عبدالوہاب نجدی پر صادق آتی ہیں۔

ہم دنیائے وہابیت سے مطالبہ کرتے ہیں، اگر حدیث حذیفہ کا مصداق شیخ نجدی نہیں تو اور کون شخص ہے؟۔۔۔ جس نے شیخ نجدی سے بھی پہلے اور اس سے بھی بڑی ”شرک مناد“ مہم، اور تحریک چلائی ہو؟۔

اور یہ بھی ثابت کریں ان متنازعہ امور (فوت شدہ کا وسیلہ و شفاعت واستمداد) کو شیخ نجدی سے پہلے بھی کسی نے شرکیہ قرار دیا ہو؟۔

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی شیخ نجدی کی تحریک کے بارے میں فرماتے ہیں: شیخ نجدی نے جو اپنے خانہ ساز عقائد کی عالم اسلام کو دعوت دی اور اُس دعوت کے انکار کو وجہ کفر قرار دے کر تمام مسلمانوں کو واجب القتل قرار دیا، اور جہاں جہاں اُس کا بس چلا، اُس نے اپنے مزموم مقاصد کی تکمیل میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ شیخ نجدی کی اس تکفیر عام، اور بیہمانہ قتل و غارت گری کے خلاف اُس وقت سے لے کر آج تک کے علماء اُس کی تحریک کے بطلان پر کتابیں لکھتے چلے آ رہے ہیں۔

ہم قارئین کرام کے سامنے ان بے شمار کتابوں میں سے چند کتابوں سے اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ پہلے شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب (۱۱۲۰ھ) کے بھائی ”علامہ سلیمان بن عبدالوہاب“ (متوفی ۱۲۰۸ھ) کی شہرہ آفاق کتاب ”الصواعق المہیۃ“ سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

(اس کتاب کا ذکر وحید الزماں غیر مقلد نے بھی کیا۔ ہدیۃ المہدی)

شیخ نجدی کا رد اس کے بھائی، شیخ سلیمان سے: (توحید و رسالت کی گواہی کی اہمیت) لکھتے ہیں: ”تمہارے عقائد اور تکفیر کے صحیح نہ ہونے پر دلیل یہ ہے، توحید و رسالت کی گواہی کے بعد اسلام کا سب سے عظیم رکن نماز ہے۔ اسکے باوجود جو شخص ریا کاری کے طور پر نماز پڑھتا ہے اُسکے بارے میں فقہاء نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ بلکہ فرمائے گا: میں دوسرے شرکاء کی نسبت اپنے شرک سے زیادہ بے پرواہ ہوں، جس شخص نے اپنے کسی عمل میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کر لیا، میں اُسکے عمل اور شرک کو چھوڑ دیتا ہوں اور قیامت کے دن ریا کار سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جا! جا کر اپنا اجر اُس شخص سے طلب کر جس کے لیے تو نے عمل کیا تھا۔ ایسے شخص کے بارے میں فقہائے اسلام نے یہ کہا ہے کہ اُسکا عمل باطل ہے، یہ نہیں کہا کہ اُسکو قتل کرنا اور اُسکا مال لوٹنا جائز ہے۔ جبکہ تم اس بہت ہلکی اور معمولی بات کو کفر قرار دیتے ہو۔“

سجدہ کی بناء پر تکفیر مسلمین کا رد: (عبادت کی حقیقت، مسلک سلف کا باغی، نئے دین کا بانی، چیلنج)

مزید لکھتے ہیں: ”اسی طرح نماز کے تمام ارکان میں سب سے اہم رکن سجدہ ہے، اور نذر و نیاز اور غیر اللہ پکارنے کی نسبت سجدہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ حالانکہ فقہائے اسلام نے سجدہ کے احکام میں بھی فرق کیا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص سورج، چاند، ستارے یا بت کو سجدہ کرے وہ کافر ہے اور جو شخص انکے علاوہ کسی اور کو (تعظیمی) سجدہ

کرے وہ کافر نہیں ہے۔

لیکن تم فقہائے اسلام اور اُنکی عبارات کی تقلید نہیں کرتے، بلکہ جو کچھ تم نے (گمان فاسد سے) بطور خود سمجھا ہے، اُسی میں حق کو منحصر سمجھتے ہو، اور (ایک نئے دین کی بنیاد رکھ کر) اُسکو ضروریاتِ دین قرار دے کر اُسکے منکر کو کافر قرار دیتے ہو۔ اور جن مشتبہ عبارات سے تم استدلال کرتے ہو، وہ محض تمہاری مغالطہ آفرینی ہے۔

ہمارا تم سے مطالبہ یہ ہے کہ تم اپنے خود ساختہ مذہب (دین و شریعت) کی تائید میں فقہائے اسلام میں سے کسی مسلم فقیہ سے نص صریح پیش کرو۔ اور اگر تم ایسی کسی عبارت کے پیش کرنے کی بجائے محض سب و شتم اور تکفیر پر اکتفا کرتے ہو، تو ہم تمہارے شر سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔“

تکفیر مسلمین کے رد پر پہلی حدیث: (ہر پکارنا عبادت نہیں، مسلک سلف)
 لکھتے ہیں: ”مسلمانوں کی تکفیر کے بارے میں تمہارا موقف اس لیے بھی صحیح نہیں، کہ غیر اللہ کو پکارنا اور نذر و نیاز قطعاً کفر نہیں۔ حتیٰ کہ اس کے مرتکب مسلمان کو ملتِ اسلامیہ سے خارج کر دیا جائے۔ کیوں کہ صحیح حدیث میں ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شبہات کی بناء پر حدود ساقط کر دو“۔ (تاریخ بغداد: ۳۰۳/۹) اور حاکم نے اپنی صحیح میں، ابو عوانہ اور بزار نے سند صحیح کیساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی شخص کی سواری کسی بے آب و گیاہ صحرا میں گم ہو جائے، تو وہ تین بار کہے: ”یا عباد اللہ! احبسوا“، اے اللہ کے بندوں! مجھ کو اپنی حفاظت میں لے لو۔ تو اللہ کے کچھ بندے ہیں جو اُسکو اپنی حفاظت میں لے لیتے

اور طبرانی نے روایت کیا ہے کہ اگر وہ شخص مدد چاہتا ہو تو یوں کہے: ”یا عباد اللہ

مینونی“ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ (المعجم الکبیر: ۱۰۵۱۸)

اس حدیث کو فقہائے اسلام نے اپنی کتب جلیلہ میں ذکر کیا ہے، اور اسکی عام شاعت کی ہے، اور معتمد فقہاء میں سے کسی نے اسکا انکار نہیں کیا۔ چنانچہ امام نووی نے کتاب الاذکار: (۸۰۷) میں اسکا ذکر کیا ہے (خود آزمائش بھی کی)۔ اور (امام الوہابیہ) ابن القیم نے اپنی کتاب ”المکرم الطیب“ میں اسکا ذکر کیا۔ اور ابن مفلح نے ”کتاب الآداب“ میں ابن مفلح نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا: کہ حضرت امام احمد بن حنبل کے ماجزادے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ فرماتے تھے میں نے سچ بار حج کیے ہیں، ایک بار میں پیدل جا رہا تھا اور سہل بھول گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے بندو! مجھے راستہ دکھاؤ، میں یونہی کہہ رہا تھا، حتیٰ کہ میں صحیح راستہ پر آ گیا۔“

نم بغیر کسی نص کے، محض قیاس فاسد سے تکفیر کرتے ہو: (مسلک سلف)

لکھتے ہیں: ”اب میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص کسی غائب یا فوت شدہ بزرگ کو پکارتا ہے، تم اسکی تکفیر کرتے ہو۔ بلکہ تم محض اپنے قیاس فاسد سے یہ کہتے ہو کہ اس شخص کا شرک اُن مشرکین کے شرک سے بھی بڑھ کر ہے، جو بحروبر میں عبادت کی غرض سے غیر اللہ کو پکارتے تھے۔ اور اُسکے رسول ﷺ کی علی الاعلان تکذیب کرتے تھے۔ کیا تم اس حدیث اور اُسکے تقاضے پر علماء اور آئمہ کے عمل کو اس شخص کے لیے اصل قرار نہیں دیتے

؟ جو بزرگوں کو پکارتا ہے اور محض فاسد قیاس سے اُس کو شرک کہتا ہے۔

اصل“ کی بناء پر کافر نہیں کہا جائے گا، اور (تمہارے امام) ابن تیمیہ نے بھی اسی بات کو ترجیح دی ہے۔ (جبکہ جو شخص فوت شدہ بزرگوں کو پکارتا ہے وہ کسی بدعت کا مرتکب بھی نہیں ہے، کیوں کہ اُس کا یہ فعل ایک منظوم اصل یعنی حدیث صحیح جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے) اور سلف کے عمل پر مبنی ہے۔ (الصواعق المہیہ: ۳۴، ۳۵، مکتبہ اشیق استنبول)

تکفیر مسلمین کے رد پر دوسری حدیث: (عقائد اہلسنت پر اجماع)

مزید رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”تم نے جو مسلمانوں کی تکفیر کی بنیاد پر اپنے مذہب (اور نئے دین) کو قائم کیا، اُس کے باطل ہونے پر صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے، کہ جس کو حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کیساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے، اُس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے اور یہ اُمت ہمیشہ صحیح دین پر قائم رہے گی، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ (صحیح البخاری: ۱۷۱) اس حدیث کی ہمارے مطلوب پر اس طرح دلالت ہے کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے قیامت تک اُمت کے دین پر مستقیم رہنے کی خبر دی ہے اور یہ حقیقت واقعی ہے کہ جن امور کو تم وجہ کفر قرار دیتے ہو، ”یہ ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک تمام دنیائے اسلام میں مروّج اور معمول ہیں“، پس اگر اولیائے اللہ کے مقابلے بڑے بڑے بُت ہوتے اور اُن سے استمداد اور استغاثہ کرنے والے کافر ہوتے، تو تمام اُمت صحیح دین پر قائم نہ ہوتی، بلکہ اُس کے برعکس ساری اُمت کافر اور تمام بلاد اسلام، بلاد کفر بن جاتے، علی الاعلان بتوں کی پوجا جاری ہو جاتی، یا بتوں کی عبادت بر اسلام کے احکام جاری ہوتے، پھر حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق اس

